بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید عزیز الرحمٰن

مزدوروں کے حقوق و فرائض

تعلیماتِ ہادیٔ اعظم ﷺ کی روشنی میں

ہادیٔ اعظم ﷺ کی تعلیمات اور زندگی کے مختلف شعبوں کے لئے تجویز کی جانے والی اسلام کی ہدایات کی گوناگوں خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ ہر دور کے معیار اور تقاضوں سے ہم آہنگ ہیں، اور اس دعوے کی کسوٹی چودہ صدیوں پر محیط وہ حالات و واقعات ہیں جن سے یہ کائنات آغازِ اسلام سے آج تک دوچار ہوتی رہی ہے، حالات نے نہ جانے کتنے رنگ بدلے، نہ جانے کتنی بار اور کیسے کیسے انقلاباتِ زمانہ سے اس کائنات کا واسطہ پڑا اور اس دوران نہ جانے کیا کچھ تبدیل ہوا، لیکن آپ ﷺ کی تعلیمات ہر دور اور ہر طرح کے حالات میں بالکل اسی تب و تاب کے ساتھ انسانیت کی رہنمائی کے لئے موجود رہیں جیسا کہ صاحبِ شریعت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دور میں تھیں، نہ ماننے والوں نے تو جب بھی تسلیم نہ کیا تھا منہ مانگے معجزات دیکھ لینے کے بعد بھی انہیں ھدایت نصیب نہ ہو سکی تھی اور ان کی ہٹ دھرمی ان کے ایمان کی راہ میں حائل رہی تھی۔ جس نے بڑھتے بڑھتے ان کے ایمان لانے کی ہر راہ مسدود کر دی تھی، قرآن کہتا ہے۔

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَ عَلٰی سَمْعِھِمْ وَ عَلٰی اَبْصَارِ ھِمْ غِشَاوَۃٌ وَّلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○ (۱)

اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے، اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

لیکن ماننے والوں نے ہر دور میں اسلامی تعلیمات کی اس اہمیت کا ادراک کیا، اسے سمجھا اور تسلیم کیا کہ یہ خصوصیت اسلام کو نہ صرف دیگر نظام ہائے عالم سے ممتاز و منفرد کرتی ہے بلکہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ یہ نظام کسی انسان کا خود ساختہ نہیں بلکہ خدائے واحد ولم

یزل کا تخلیق کردہ ہے، کیونکہ اتنی خصوصیات کا یکجا جمع ہونا اور ان میں کسی کمی و کجی کا نہ پایا جانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ کسی بشر کا بنایا ہوا نہیں نہ کسی مخلوق کا تجویز کردہ ہے ورنہ دنیا میں رائج طرح طرح کے نظاموں میں یہ خصوصیات کیوں نہیں، آخر ان کے مرتبین و مجوزین بھی تو اپنے وقت کے بہترین دماغ شمار ہوتے تھے۔

آج کے بڑھتے ہوئے مالی امور اور سکڑتی ہوئی دنیا میں تاجروں اور مزدوروں کے حقوق و فرائض کا معاملا نہایت اہمیت اختیار کر گیا ہے، کیونکہ دنیا بھر کی معیشت کے ایک بہت بڑے حصے کا انحصار انہی دونوں طبقوں پر ہے۔اس لئے جہاں ان کے معاملات کا درست نہج پر استوار ہونا پوری دنیا کی معیشت کے لئے نیک شگون اور دنیا میں بسنے والے ہر امیر و غریب کے لئے خوش آئند ہے وہیں ان میں فساد و خرابیوں کی موجودگی بھی سارے عالم کے لئے تشویش و اضطراب کی موجب ہے، اس لئے ان دونوں پہلوؤں کو مدِ نظر رکھنا معاشی معاملات کے لئے بہت ضروری ہے، تاکہ اچھائیوں کو اپنایا جاسکے اور برائیوں کا سدِباب ہو سکے۔

دنیا کی تعمیر و ترقی اور ترقی یافتہ ممالک کی مضبوط معیشت ہو یا ترقی پزیر یا نسبتاً کم ترقی یافتہ ممالک کے اقتصادی امور ان سب کے پیچھے جس طبقے کی محنت اور جانفشانی کارفرما ہے وہ مزدور طبقہ ہے، بلند و بالا عمارتوں، میلوں طویل شاہراہوں، دن رات دھواں چھوڑتی فیکٹریوں اور فلک بوس ٹاوروں کا ایک ایک حصہ اس امر کا شاہد ہے کہ ان کی خوبصورتی اور خوشنمائی کا سبب وہی مزدور ہے جس کا خون اور پسینہ اس کی تعمیر میں ایک ہوا ہے اور جو رزق حلال کی خاطر صبح سے رات تک دھوپ و گرمی، ہوا اور سردی اور آندھی و طوفان کی پرواہ کئے بغیر اپنی دھن میں مگن اپنے کام میں مصروف رہتا ہے، مزدور کی اہمیت کسی معاشرے اور طبقے سے مخفی نہیں، اور ایک اسلامی معاشرہ تو قدم قدم پر محنت کی عظمت کا اعتراف کرتا ہے اور ہر ایک کو محنت سے روزی کمانے کی تلقین کرتا ہے اور اگر کوئی شخص محنت سے جی چرا کر معاشرے پر بوجھ بننے کی کوشش کرتا ہے تو اسے پسند نہیں کرتا، اور وہ ایسی اخلاقی تربیت کرتا ہے جس کے ذریعہ انسان محنت سے فرار اختیار کر کے دیگر ناجائز ذرائع کی طرف راغب نہیں ہونے پاتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ !

''تم میں سے کوئی بھی رزق کی تلاش میں (پست ہمت ہو کر) نہ بیٹھ جائے اور یہ کہنے لگے کہ اے اللہ مجھے رزق دے کیونکہ جانتے ہو کہ آسمان تم پر سونا چاندی نہیں برسائے گا۔''(۲)

سچ تو یہ ہے کہ محنت کی عظمت کو جس پر اثر انداز میں اسلام نے بیان کیا ہے اور پھر جس طرح عملی طور پر اسلام کی تعلیم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کر کے دکھایا ہے اس کی کوئی مثال تاریخ انسانی نہیں پیش کر سکتی۔

اس مقالے میں مزدوروں سے متعلق معاملات پر گفتگو ہو گی، اور ان کے حقوق و فرائض کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مزدوروں سے متعلق سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکیت کے طریقہ کار کو بھی زیر بحث لایا جائے گا۔

حق کیا ہے؟

لفظِ حق آج کل کے مشہور ترین الفاظ میں سے ایک ہے اور اس کے بہت سے معانی اور مفاہیم مستعمل ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کے معنی کا تعین کیا جائے، مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

''قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (۳)

اللہ نے تمہارے (کام کے) لئے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں۔

اس لئے انسان کو دنیا کی ہر اس چیز سے جس سے اس کے نفع کا تعلق ہے ایک گونہ لگاؤ ہے، اس لگاؤ کا تقاضا ہے کہ اس کی ترقی و حفاظت کی کوشش کی جائے، اس شے سے وہ نفع اٹھایا جائے جس کے لئے خدا نے اس کو پیدا کیا ہے اور ان موقعوں پر اس کو صرف کیا جائے جن میں خدا نے اس کے صرف کرنے کا حکم دیا ہے، اور اس کو ہر اُس پہلو سے بچایا جائے جس سے اس کی نفع رسانی کو نقصان پہنچے، اسی ذمہ داری کا نام ''حق'' ہے جس کو از خود ادا کرنا ضروری ہے''۔(۴)

اس تشریح سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام کی نظر میں وہ انسانی ذمہ داریاں جو ازروئے اسلام مسلمان پر خود بخود عائد ہوتی ہیں ان کا نام حقوق ہے۔

فرض کی تعریف

فرض کے معنی لازم کرنے اور واجب کرنے کے آتے ہیں، قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا (۵)

اس کے معنی ہیں "الزمناکم العمل بما فرض فیھا "یعنی جو کچھ اس میں ہم نے فرائض بیان کئے ہیں، ان پر عمل پیرا ہونا تمہارے لئے ہم نے لازم قرار دے دیا ہے۔

اور "فرائض" اللہ تعالیٰ کی ان حدود کو کہا جاتا ہے جن کا اللہ نے امر فرمایا ہے یا ان سے منع کیا ہے،

اور ابن عرفہ کے بقول فرض کے معنی توقیت (مؤقت کرنے) کے ہیں، اور ہر وہ واجب امر جو کسی وقت کے ساتھ مخصوص ہو اسے مفروض کہا جاتا ہے۔(۶)

علامہ راغب اصفہانی کے بقول فرض کے معنی ایجاب (واجب کرنے) کے ہیں، لیکن اس قدر فرق ہے کہ ایجاب کا تعلق کسی امر کے وقوع اور ثبات سے ہے اور فرض کا تعلق قطعیتِ حکم سے، جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْآنَ (۷)

اس کے معنی ہیں ہم نے قرآن پر عمل کرنا تم پر واجب کر دیا ہے۔(۸)

فرض کے معنی سنت کے بھی آتے ہیں، مثلاً کہا جاتا ہے فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ ﷺ نے کسی عمل کو مسنون قرار دیا۔(۹)

اسلامی حقوق کی وسعت

شاید کوئی باشعور شخص اس امر کا انکار نہ کر سکے کہ جو ہمہ جہتی، جامعیت اور وسعت اسلام کی تعلیمات میں نظر آتی ہے، دنیا کا کوئی نظام اور مذہب و مسلک اس کے پاسنگ بھی پیش نہیں کر سکتا۔ اسلام جس معاملے میں بھی اپنا نظام پیش کرتا ہے اس کے تمام پہلوؤں

کو سامنے رکھ کر اپنی رائے دیتا ہے، اگر اس میں والدین کے حقوق پر زور دیا گیا ہے تو اولاد کے حقوق بھی اس کے ساتھ ہی بیان کر دیئے گئے ہیں، اگر شوہر کے حقوق کا بیان ہوا ہے تو بیوی کے حقوق بھی شانہ بشانہ موجود ہیں، اگر تاجر و آجر کا ذکر ہے تو مزدور اور اجیر کے حقوق بھی مساوی طور پر مذکور ہیں اور اگر حاکم اور امیر کے حقوق و فرائض کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے تو رعایا کے حقوق و فرائض بھی پہلو بہ پہلو ذکر کر دیئے گئے ہیں، حتیٰ کہ حیوانات اور جمادات تک کے حقوق کو اس طرح تفصیلاً بیان کر دیا گیا ہے کہ شبہ کی گنجائش تک باقی نہیں رہی، غرض کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا گیا، کہیں بھی کمی کا احساس نہیں پایا جاتا اور کسی معاملے میں بھی ادھورے پن اور ناتمامی کا شائبہ تک نہیں ہے، اس اہتمام کے بعد ہی یہ اعلان فرمایا گیا کہ!

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ
رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْناً (۱۰)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت
تمام کر دی اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

اسلام اپنی تعلیمات کی اس ہمہ جہتی، وسعت، عالمگیریت، موزونیت و جامعیت کے ساتھ ہی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ دنیا میں نافذ اور رائج ہونے کے لئے درحقیقت وہی تنہا لائق اور حقدار ہے۔

محنت و مزدوری کے فضائل

محنت و مزدوری کا سلسلہ ظاہر ہے کہ زمانہ قدیم ہی سے قائم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء کے بارے میں بھی اس عمل کی روایات منقول ہیں

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام جیسے پوری انسانیت کے بانی ہیں، انہی سے نسلِ انسانی کا آغاز ہوا ہے، اسی طرح وہ محنت و مزدوری کے بھی بانی ہیں، کھیتی باڑی کا آغاز بھی انہی سے ہوا ہے، صنعت و حرفت بھی انہی سے شروع ہوئی ہے، ابوبکر بن ابو موسیٰ اشعریؒ کہتے ہیں۔

ان اللّٰہ لما اخرج آدم من الجنۃ زوّدہ من ثمار الجنۃ

وعلمه صنعة كل شئى فثماركم هذه من ثمار الجنة
غير ان هذه تغير وتلك لا تغير(۱۱)

اللہ تعالیٰ نے جب آدم (علیہ السلام) کو جنت سے نکالا تو انہیں زادِ راہ کے طور پر جنت کے پھل دیئے اور انہیں ہر طرح کی صنعت (و حرفت) کی تعلیم دی، سو تمہارے یہ پھل جنت کے پھلوں میں سے ہیں، بس فرق اس قدر ہے کہ یہ متغیر ہو جاتے ہیں اور اُنہیں تغیر (اور زوال) نہیں ہے۔

اور ابن جریرؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے زمین پر پہنچ کر سب سے پہلے جو کھانا کھایا وہ یہ تھا کہ جبرئیل علیہ السلام گندم کے سات دانے لے کر آئے، جنہیں دیکھ کر حضرت آدمؑ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ وہی درخت ہے جس سے آپؑ کو منع کیا گیا تھا اور آپؑ نے اسے کھالیا تھا، آدمؑ نے پوچھا کہ پھر میں ان کا کیا کروں؟ جبرئیلؑ نے کہا کہ انہیں زمین میں بو دیں، چنانچہ گندم کے وہ دانے بو دیئے گئے اور ان میں سے ہر دانا بڑھتے بڑھتے لاکھوں کی تعداد تک جا پہنچا، جب وہ اُگ گئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے اس (کھیتی) کو کاٹا، صاف کیا پھر اس کا آٹا پیسا، پھر آٹا گوندھا پھر روٹی پکائی اس طرح اس قدر محنت، مشقت اور تکلیف کے بعد کھانا کھایا، اسی لئے قرآنِ کریم میں فرمایا!

فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى (۱۲)

پس کہیں وہ (شیطان) تمہیں جنت سے نہ نکلوا دے کہ تم پھر مشقت میں پڑ جاؤ۔

اسی طرح آدم علیہ السلام نے سب سے پہلے لباس اس طرح پہنا کہ پہلے بھیڑ کی کھال سے اون علیحدہ کیا پھر اسے کاتا اور اس سے سوت یا دھاگا تیار کیا، اس کے بعد اس سے جبہ، چادر اور کمبل وغیرہ بنائے۔ (۱۳)

۲۔ حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت ادریس علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہیں حضرت آدم و شیث علیہما السلام

کے بعد نبوت ملی (۱۴) وہ حضرت آدم کے پوتے اور حضرت نوح علیہ السلام کے جدِ امجد تھے، وہ درزی کا کام کرتے تھے، سب سے پہلے انہوں نے ہی کپڑا سیا ہے، اور سلا ہوا کپڑا انہوں نے ہی سب سے پہلے پہنا ہے، ان سے قبل لوگ حیوانات کی کھالیں پہنا کرتے تھے، کتابت اور قلم، حساب، ترازو، پیمانہ اور ہتھیار کے موجد بھی وہی ہیں۔ (۱۵)

۳۔ حضرت نوح علیہ السلام

سب سے پہلے پیغمبر جنہیں خود اللہ تعالیٰ نے دستکاری سکھائی اور جنہیں اپنی نگرانی میں کشتی تیار کرنے کا حکم دیا، وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ قرآنِ حکیم میں ارشادِ خداوندی اس طرح منقول ہے۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا (۱۶)

اور (اے نوح علیہ السلام) ایک کشتی تیار کرو ہمارے سامنے اور ہمارے حکم کے مطابق۔

۴۔ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ اسلام کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھائیں، اور تعمیراتی کام میں بنفس نفیس حصہ لیا، سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ (۱۷)

اور (وہ وقت یاد رکھنے کے لائق ہے) جب ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (اور دعا کر رہے تھے) اے ہمارے رب (ہماری محنت) ہم سے قبول فرما، بیشک تو سننے والا جاننے والا ہے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام سے کہا کہ اے اسماعیل تمہارے رب نے مجھے بیت اللہ کی تعمیر کا حکم دیا ہے، اسماعیل

نے کہا کہ آپ کے رب نے آپ کو جو حکم دیا ہے اس کی آپ اطاعت کیجئے، حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ تم اس کام میں میری مدد کرو، چنانچہ دونوں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ تعمیر کرتے تھے اور اسماعیل علیہ السلام انہیں پتھر پکڑاتے تھے اور دونوں یہ دعا کررہے تھے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (۱۸)

۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآنِ کریم میں مذکور ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں گھریلو کام کے لئے اجرت پر ملازم رکھا، سورۂ قصص میں آتا ہے!

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ز اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ○ قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ج فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ج (۱۹)

(جب حضرت شعیبؑ کے حکم پر ان کی صاحبزادیاں حضرت موسیٰ کو ان کے پاس لے آئیں اور حضرت موسیٰؑ کی ہمدردی و شرم وحیا، ان کے سامنے آگئی تو) ان کی ایک صاحبزادی نے ان (شعیبؑ) سے کہا کہ اے ابا ان کو ملازم رکھ لیجئے کہ بیشک اچھا ملازم وہی ہے جو طاقت ور اور امین ہو، شعیبؑ نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تم سے کردوں، اس شرط پر کہ تم میرے پاس آٹھ سال ملازمت کرو اور اگر دس سال کرلو تو یہ تمہاری طرف سے ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ اسلام کا ذکر آگے بھی ایک عنوان کے تحت آرہا ہے۔ جہاں مذکور ہے کہ وہ بھی دیگر انبیاء کرامؑ کی طرح بکریاں چراتے تھے۔ (۲۰)

۶۔ حضرت داؤد علیہ السلام

اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے زرہیں تیار کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان

پر یہ انعام فرمایا تھا کہ ان کے لئے لوہا نرم کر دیا تھا، سورۃ انبیاء میں ارشاد ہے

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ج (۲۱)

اور ہم نے ان کو (داؤد علیہ السلام کو ایک طرح کا) لباس (زرہ) بنانا سکھادیا تاکہ تمہیں تمہاری لڑائی میں بچائے۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا!

وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ط (۲۲)

اور ہم نے ان (داؤد علیہ السلام) کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا کہ کشادہ زرہیں بناؤ، اور (اس کی) کڑیاں مناسب انداز سے جوڑو، اور نیک عمل کرو۔

قتادہؒ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ہی سب سے پہلے زرہیں لباس کی شکل میں بنائیں۔ (جنہیں باقاعدہ پہنا جاسکتا تھا) اس سے قبل زرہیں تختوں کی شکل میں ہوتی تھیں۔ (جن میں کڑیاں اور حلقے نہیں ہوتے تھے) اور ابن شوذب کہتے ہیں کہ حضرت داؤد دن بھر میں اتنی زرہیں بنالیتے تھے جن کی فروخت سے یومیہ چھ ہزار درہم کی آمدنی ہو جاتی تھی۔ (۲۳) اور حدیث میں آتا ہے کہ آدمی کی بہترین کمائی وہ ہے جو انسان اپنے ہاتھ سے کماتا ہے اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔ (۲۴)

۷- حضرت زکریا علیہ السلام

اسی طرح حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے اور وہ بھی اپنے ہاتھ سے محنت کیا کرتے تھے، چنانچہ مسلم کی روایت ہے۔

عن ابی ہریرة رضی اللّٰہ عنه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال کان زکریا نجاراً (۲۵)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔

۸- حضور صلی اللہ علیہ وسلم

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اجرت پر بکریاں چرانے کا فریضہ انجام دیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ارشاد ہے کہ تمام انبیاء نے بکریاں چرائی ہیں اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی بکریاں چرائی ہیں، بخاری شریف کی روایت ہے۔

عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال مابعث اللّٰه نبياً الارعی الغنم فقال اصحابه و انت ؟ فقال نعم كنت ارعاها علی قرار يط لا هل مكة(۲۶)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا، جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے بھی ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میں بھی اہل مکہ کی بکریاں چند قراط کی اجرت پر چرایا کرتا تھا۔

نیز ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور نصر بن حزن سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔

افتخر اهل الابل و اهل الغنم فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم بعث موسیٰ وهو راعی غنم و بعث داؤد و هو راعی غنم و بعثت وانا ارعی غنم اهلی بجياد(۲۷)

ایک بار اونٹوں اور بکریوں والے آپس میں فخر کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰ (علیہ السلام) نبی بنا کر بھیجے گئے وہ بکریاں چرانے والے تھے اور داؤد (علیہ السلام) نبی بنا کر بھیجے گئے وہ بھی بکریاں چرانے والے تھے اور میں نبی بنا کر بھیجا گیا اور میں بھی اپنے گھر والوں کی بکریاں مقام اجیاد میں چرایا کرتا تھا۔

اس کے علاوہ آپ ﷺ تمام گھریلو کام کر لیتے تھے، مثلاً دودھ دوہنا، کپڑوں سے جوں تلاش کرنا، کپڑوں میں پیوند لگانا وغیرہ۔ غزوۂ خندق کے موقع پر آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر بنفسِ نفیس خندق کی کھدائی میں شرکت کی۔(۲۸)

اسی طرح اپنے مکان وغیرہ کی مرمت بھی آپ ﷺ خود فرمالیا کرتے تھے۔(۲۹)

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم

محنت مزدری کرنے اور اپنے ہاتھ سے کمانے کی انہی فضیلتوں کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رزقِ حلال کے حصول کے لئے ہر قسم کی محنت و مشقت کرتے تھے اور مختلف پیشوں اور ذرائع سے روزی حاصل کرتے تھے، مثلاً!

۱۔	حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ	لوہار تھے۔
۲۔	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	بکریاں چراتے تھے۔
۳۔	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	تیر ساز تھے۔
۴۔	حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ	درزی تھے۔
۵۔	حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ	گھریلو نوکر تھے۔
۶۔	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	حجام تھے۔
۷۔	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	قصائی تھے۔
۸۔	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	مزدوری وغیرہ کرتے تھے۔
۹۔	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔(۳۰)

صحابیات رضی اللہ عنہن

صحابۂ کرامؓ کے علاوہ صحابیات بھی محنت و مزدوری کیا کرتی تھیں۔ اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اس عمل میں شریک تھیں، اور وہ گھروں میں اون کاتتی تھیں، کھالوں کی دباغت کرتی تھیں۔(۳۱)

چنانچہ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے متعلق آتا ہے۔

وكانت زينب امراء ة صناعة فكانت تدبغ و تخرز وتصدق في سبيل الله عزوجل (۳۲)

اور زینبؓ (بنت جحش رضی اللہ عنہا) ہنر مند خاتون تھیں وہ کھالوں کی دباغت اور چمڑے کی مصنوعات تیار کرتی تھیں اور اپنی کمائی اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیا کرتی تھیں۔

محنت و مزدوری کی ترغیب

احادیث میں کسبِ حلال کا حکم اور محنت و مزدوری کی تلقین متعدد مقامات پر اور بہت وضاحت کے ساتھ کی گئی ہے۔ یہاں چند احادیث بیان کی جاتی ہیں۔ جن میں یہ مضمون صراحت سے بیان ہوا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ان الله تعالى يحب المومن المحترف (۳۳)

اللہ تعالیٰ ہنر مند مومن کو پسند کرتا ہے۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا۔

ان الله يحب العبد يتخذ المهنة ليستغنى بها عن الناس و يبغض العبد يتعلم العلم يتخذه مهنة (۳۴)

اللہ اس بندے کو پسند کرتا ہے جو محنت کا کام اس لئے کرے تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں سے مستغنی ہو جائے اور اس بندے کو ناپسند کرتا ہے جو علم اس لئے سیکھے کہ اس سے خدمت لے۔

مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

ما اكل احد طعاماً خيرا من ان يا كل من عمل يده (۳۵)

کوئی شخص اس طعام سے اچھا نہیں کھا سکتا جو کہ وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے۔

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا صلیتم الفجر فلا تنا موا عن طلب ارزاقکم (۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو اپنی روزی کی جدوجہد کیے بغیر سونے (آرام کرنے) کا نام نہ لو۔

اور ابوبردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ وہ کونسی روزی ہے جو اللہ کو پسند ہے اور بالکل خالص ہے، آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا۔

''وہ روزی جو مزدور نے اپنے ہاتھوں سے کمائی ہو'' (۳۷)

ایک صحابیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے ہاتھ پر نشانات کیسے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں پتھر پر پھاوڑا چلاتا ہوں اور اس سے اپنے اہل و عیال کے لئے روزی پیدا کرتا ہوں، آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ چوم لئے۔ (۳۸)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق روایت میں آتا ہے۔

ان عیسیٰ علیه السلام رای رجلا فقال ماتصنع ؟ قال اتعبد قال من یعولك ؟ قال افی قال اخوك اعبد منك (۳۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تم کیا کام کرتے ہو؟ اس نے کہا میں (فقط) عبادت کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا کہ تیری کفالت کون کرتا ہے؟ اس نے کہا میرا بھائی، حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ پھر تو تیرا بھائی تجھ سے زیادہ عبادت گزار ہے۔

ایک طویل روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک انصاری صحابی کا واقعہ مروی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبانی ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر اسے محنت مزدوری پر لگادیا، روایت یہ ہے!

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری شخص نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے کچھ سوال کیا (مانگا) آپ نے پوچھا کہ تیرے گھر میں کچھ ہے؟ اس نے کہا کیوں نہیں ایک کمبل ہے جس کا کچھ حصہ ہم اوڑھتے ہیں اور کچھ حصہ بچھاتے ہیں اور ایک پیالہ ہے، جس سے پانی پیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دونوں چیزیں لے آؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ دونوں چیزیں لے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں کون خریدے گا، ایک شخص نے کہا کہ میں ایک درھم میں یہ دونوں چیزیں لیتا ہوں، حضور ﷺ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ ایک درھم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ ایک شخص نے کہا کہ میں دو درھم میں لیتا ہوں، آپ نے دونوں چیزیں اس شخص کو دے دیں اور دو درھم لے لئے اور اس انصاری کو دے کر فرمایا کہ ایک درھم سے تو کھانے کی چیزیں لے لو اور اپنے گھر والوں کو دے دو اور ایک درھم کی کلہاڑی لے کر آؤ، وہ انصاری کلہاڑی لے کر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اس میں دستہ لگایا اور پھر اس کو کہا کہ جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور بیچو اور پندرہ روز تک میں تمہیں یہاں نہ دیکھوں، چنانچہ وہ شخص چلا گیا اور وہ لکڑیاں کاٹ کر لاتا تھا اور بیچتا تھا۔ پھر (ایک روز) وہ آیا اور اس کے پاس دس درھم تھے، اس نے کچھ کا کپڑا خریدا اور کچھ کا غلہ، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ تیرے مانگنے کی وجہ سے روز قیامت تیرے چہرے پر ایک داغ ہو (یاد رکھو) دستِ سوال دراز کرنا صرف تین طرح کے افراد کے لئے جائز ہے، ۱۔ وہ انتہائی تنگدست شخص جو خاک میں لوٹتا ہو، ۲۔ وہ شخص جو انتہائی گھبرا دینے والا قرض سر پر رکھتا ہو، ۳۔ وہ شخص جس سے قتل ہو گیا ہو اور وہ دیت ادا نہ کر سکتا ہو۔" (۴۰)

اسی نوعیت کا ایک واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی نقل کیا جاتا ہے کہ آپؓ نے مسجد میں ایک شخص کو دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا کہ جہاد کی تیاری میں میری کون مدد کر سکتا ہے، حضرت عمرؓ نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑا اور مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اپنی زمینوں پر کام کروانے کے لئے اس شخص کو میری طرف سے کون نوکر رکھتا ہے؟ ایک صاحب نے عرض کیا کہ مجھے ضرورت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تنخواہ طے کرنے کے بعد اس شخص کے حوالے کر دیا، انہوں نے اس کو اپنے باغ میں کام پر لگا دیا، کچھ

روز بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کا حال دریافت کیا، جنہوں نے اسے ملازم رکھا تھا، انہوں نے بتایا کہ وہ اچھی حالت میں ہے اور کچھ سرمایہ بھی اس نے جمع کر لیا ہے، حضرت عمرؓ نے کہا کہ اسے اس کے کمائے ہوئے مال کے ہمراہ میرے پاس بھیج دو، جب وہ اپنے کمائے ہوئے مال کی تھیلی کے ہمراہ آیا تو آپؓ نے اس کی تھیلی کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ لے لو اور اب دل چاہے تو جہاد کرو اور اگر چاہو تو گھر بیٹھ رہو (۴۱) اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کسبِ حلال کی راہ پر عملی طور پر گامزن کر کے لوگوں کو یہ تعلیم بھی دی کہ محتاج افراد کی اس طرح مدد کرنی چاہئے کہ ان کی احتیاج اور ضرورت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اور وہ مانگنے کی بجائے دینے والے بن جائیں اور الید العلیا خیر من الید ا لسفلی (تفصیلی روایت آگے آرہی ہے) کی عملی تفسیر سامنے آجائے۔

محنت و اجرت

اردو میں تو لفظِ اجارہ ٹھیکے وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن فقہا کی اصطلاح میں نوکری، مزدوری، ہنر مندی، کرایہ داری وغیرہ سب کے لئے "اجارہ" کے لفظ کا استعمال ہوتا ہے۔ (۴۲)

مزدوروں کے حقوق کے سلسلے میں معیارِ اجرت کی ممکنہ صورتیں یہ ہیں۔ جن میں سے کسی ایک کو بنیاد بنا کر اجرتوں کا تعین کیا جانا ضروری ہے، درحقیقت مزدوروں کے حقوق کے سلسلے میں اس معیار کا تعین ہی سب سے اہم مسئلہ ہے، صورتیں کچھ یوں بنتی ہیں،

۱۔ ضرورت کے لحاظ سے اجرت،

۲۔ مہارت و مشقت کے اعتبار سے اجرت،

۳۔ کارکردگی کی بنیاد پر اجرت، (۴۳)

اگر ان میں سے کسی ایک صورت کو بھی کلی طور پر معیارِ اجرت قرار دے کر دیگر صورتوں اور ان کی ضرورتوں سے صرفِ نظر کر لیا جائے تو بے شمار مفاسد جنم لے سکتے ہیں، جیسا کہ ان ممالک کے حالات کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے جہاں ان میں سے کوئی ایک معیار مقرر کر کے اس کی بنیاد پر مزدوروں کو اجرتوں کے فیصلے کئے گئے۔ (۴۴)

اسلام کا فلسفۂ اجرت

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری ہے۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ○ (۴۵)

اور یہ کہ ہر انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

اس کا تعلق جس طرح اخروی معاملات اور نتائج سے ہے اسی طرح یہ قانون دنیاوی کاروبار کے بارے میں بھی ہے، جیسے اخروی زندگی میں ہر شخص اس کے اجر کے پانے کا حق دار ہوگا جو اس نے کمایا ہے، اسی طرح معاشی زندگی میں بھی ہر ایک کا حصہ اس کی محنت و مشقت، اور تگ و دو کاوش کی مناسبت پر ہی مبنی ہے۔ وہ جتنی محنت و جاں فشانی کرے گا اسی قدر اپنا حصہ پائے گا۔ (۴۶) اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا!

هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (۴۷)

تمہیں (ہر انسان کو) اس کے اپنے ہی عمل کا بدلہ ملے گا۔

یہ قانون بھی انسان کے دنیوی و اخروی دونوں قسم کے اعمال پر حاوی ہے۔ (۴۸)

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ارشاد ہے!

اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ○ (۴۹)

بلاشبہ اچھا ملازم (مزدور) وہی ہے جو قوی اور امین ہو۔

یہاں محنت و مزدوری کی اہلیت کی اساسی شرط کو دو لفظوں "قوی" اور "امین" کے ذریعے ظاہر کیا گیا ہے، جس کا مفہوم یہ ہوگا کہ ہر اس کاروبار کے لئے جس کے انجام دینے میں دماغ سے زیادہ ہاتھ پاؤں وغیرہ کی حرکت اور محنت و مشقت کی ضرورت ہوتی ہے ان میں صحیح، مناسب اور دونوں فریقوں کے لئے قابلِ قبول نتائج کی امید اسی وقت قائم کی جاسکتی ہے جب کام کرنے والے جسمانی قوت کے لحاظ سے "قوی" ہوں اور اپنے اوپر عائد فرض اور ذمہ داری کی بجا آوری میں خیانت و بددیانتی سے کام نہ لیں بلکہ وہ "امین" ہوں۔ (۵۰)

اور آجر کے سلسلے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کے قصے میں آگے چل کر قرآنِ کریم کہتا ہے!

وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ (۵۱)

اور میں تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا، انشاء اللہ تم مجھے نیکوکار (خوش معاملہ) پاؤ گے۔

اس آیت نے واضح کر دیا کہ ایک مسلمان آجر جس کی اصل منزل مقصود "صالح" ہونا ہے اس وقت تک صالح نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے اجیر (مزدور) کو غیر ضروری مشقت سے بچانے کا داعیہ اور خواہش نہ رکھتا ہو، (۵۲)

اسلامی نظامِ معیشت کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے آجر و سرمایہ کی تفریق ختم کر دی ہے۔ اس کی نظر میں یہ دونوں ایک ہیں، اس نے تقسیم دولت کی تین مدیں مقرر کی ہیں، ا۔ منافع، ۲۔ اجرت، ۳۔ کرایہ، جبکہ عام طور پر رائج چوتھی قسم سود کو ناجائز قرار دے دیا گیا ہے، اسلام کے اس فلسفے اور عام سرمایہ دارانہ نظام میں بنیادی فرق یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں آجر کو جس خصوصیت کی بنیاد پر غیر محدود منافع کا حقدار قرار دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ نفع و نقصان کا خطرہ برداشت کرتا ہے، جبکہ سرمائے کو متعین سود اور محنت کو متعین اجرت مل جاتی ہے، لہذا کسی کا نقصان نہیں ہوتا۔ (ہم اس پہلو پر کہ محنت کو متعین اجرت کی صورت میں نقصان ہوتا ہے یا فائدہ ہے؟ آگے چل کر گفتگو کریں گے) جبکہ آپ ﷺ کی تعلیمات اور اسلامی احکامات یہ کہتے ہیں کہ نقصان کا خطرہ مول لینے کی صفت سرمائے کی ہونی چاہئے، چنانچہ جو سرمایہ دار ہے اسی کو یہ خطرہ برداشت کرنا ہوگا اور اس لحاظ سے وہ آجر بھی ہوگا اور سرمایہ دار بھی۔ (۵۳)

اس اساسی فرق کے اعتبار سے سرمایہ دارانہ نظام کے اس بنیادی فساد کی تطہیر ہو جاتی ہے جس کے سبب سرمایہ دار امیر سے امیر اور مزدور غریب سے غریب ہوتا چلا جاتا ہے

اجرت اور اشتراکیت

اجرتوں کے سلسلے میں اشتراکیت کا معاملا عجیب تر ہے، وہ جس قدر مزدوروں کی خیر خواہی کا دعویٰ کرتی ہے اسی قدر مزدوروں کے ساتھ اس کا رویہ نامناسب ہے، اس کی

نظر میں مزدور کی حیثیت جانوروں سے زیادہ قابلِ رحم نظر آتی ہے، اسے صرف دولت کمانے سے غرض ہے، اس کا طریقۂ کار یہ ہے کہ وہ ظاہراً مزدوروں کی اجرت دیگر ملکوں سے قدرے زیادہ مقرر کرتی ہے، لیکن مزدور جب اس اجرت سے اشیائے ضرورت خریدتے ہیں، جن پر مکمل طور پر حکومت قابض ہے تو وہ گراں قیمت پر انہیں دی جاتی ہیں، حالانکہ وہ اشیاء انہیں کی تیار کردہ ہوتی ہیں، اس طرح حکومت وہ رقم جو اس نے مزدوروں کو اجرت کے طور پر دی تھی کئی گنا زیادہ کر کے اس سے لے لیتی ہے۔(۵۴)اور بقول علامہ شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ "اشتراکی، انسان سے جانور کی طرح کام لے کر گھاس چارہ کھلاتا ہے۔(۵۵)

اجرت کے اشتراکی تصور پر عمل پیرا ہونے کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بہت سی انفرادی اجارہ داریاں ختم ہو کر ایک بڑی اور واحد اجارہ داری قائم ہو جاتی ہے، انفرادی سرمایہ داری کا تو خاتمہ ہو جاتا ہے مگر مزدور ایک بڑے سرمایہ دار (حکومت) کے شکنجے میں جکڑ دئے جاتے ہیں، اور بقول ایک قلم کار!

> "اس کا فائدہ اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ مزدوروں کے رزق کی کنجی بہت سے ارباب سے نکل کر ایک رب الارباب (نعوذ باللہ من ذلک) کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے، جس کا ملک میں نہ تو کوئی ہمسر ہوتا ہے اور نہ مقابل، نہ اس کے مقرر کردہ معیارِ اجرت میں چوں وچرا کی گنجائش ہے اور نہ اس کی کہیں اپیل کی جا سکتی ہے۔"(۵۶)

اجرت و سرمایہ داری

جبکہ سرمایہ دارانہ نظام بھی مزدوروں کے سلسلے میں بے اعتدالیوں اور من مانیوں سے مستثنیٰ نہیں، اس کا طریقۂ کار یہ ہے کہ وہ مزدور کو جو کہ نادار ہے، مفلس ہے، فاقہ کش ہے، حاجت مند ہے، کم اجرت پر رضامند کر لیتا ہے اور وہ صرف اس بناء پر اپنی مزدوری کے ایک روپے کی جگہ چار آنے لینے پر راضی ہو جاتا ہے کہ دوسری صورت میں اسے اتنا ملنے کی بھی امید نہیں، نیز اس کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ میرے انکار پر مجھے تو فاقوں کا سامنا کرنا ہی ہے، ممکن ہے کوئی دوسرا شخص جو مجھ سے بھی زیادہ بدحال ہو اس کام کو اس قدر کم اجرت پر

قبول کرلے، مزدور کی اس مجبوری کو دیکھ کر سرمایہ دار ایک زیادتی اور کرتا ہے وہ کم اجرت پر زیادہ سے زیادہ کام لیتا ہے، یعنی اگر ۸ گھنٹے کی اجرت سو روپے تھی تو وہ ۲۵ روپے پر ۱۰ گھنٹے کام لیتا ہے، اسی طرح بہت سی صورتوں میں اجرت بھی متعین نہیں کرتا یا اگر متعین کر دیتا ہے تو بھی اس کی ادائیگی میں بلا جواز تاخیر کرتا ہے اور اگر مزدور کے ہاتھ سے بلا قصد کوئی نقصان ہو جائے تو اسے اس قلیل سی اجرت سے بھی تاوان کی صورت میں ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ (۵۷)

اسلام ان تمام رکاوٹوں اور سرمایہ دارانہ نظام کی خامیوں کی فرداً فرداً بیخ کنی کرتا ہے اور ہادیٔ اعظم ﷺ نے ان تمام امور کے متعلق مفصل ہدایات دی ہیں جن کا کچھ حصہ آپ "مزدوروں کے حقوق" کے عنوان کے تحت آگے ملاحظہ کریں گے۔

اسلام میں مزدوروں کے فرائض

اسلام نے مزدوری اور محنت کی ترغیب دینے اور ہاتھ سے کمانے کے فضائل بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مزدوروں کے فرائض کا بھی احاطہ کیا ہے اور پھر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے والے اور اس کے قوانین اور اصول و ضوابط کا پاس کرنے والے محنت کشوں کے حقوق کی بھی ضمانت دی ہے۔ لیکن حقوق سے پہلے ان پر چند فرائض عائد کئے ہیں، ذیل میں ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ کسی بھی پیشے کو حقیر نہ سمجھنا

سب سے پہلے محنت کشوں پر لازم ہے کہ محنت و مزدوری کے کسی پیشے کو حقیر نہ سمجھیں کیونکہ اگر کوئی شخص کسی پیشے کو حقیر سمجھے گا تو وہ کام بامر مجبوری کرے گا اور دل سے خوش نہیں ہوگا، ایسی صورت میں وہ اس کام کا حق ادا نہیں کر سکے گا، اور فی الحقیقت کوئی پیشہ حقیر ہے بھی نہیں، بلکہ محنت مزدوری کر کے حلال روزی کمانا عین عبادت ہے۔ جیسا کہ کسبِ حلال کے عنوان کے تحت ابتداء میں بیان ہو چکا ہے، اور پھر خود انبیاء کرامؑ نے بھی متعدد اقسام کے محنت والے کام کئے ہیں۔ اس کی مختصر تفصیل بھی بیان ہو چکی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر طرح کی محنت کا کام خود سرانجام دیتے تھے، اور اس میں کسی قسم کی

شرم محسوس نہیں کرتے تھے، غزوۂ خندق کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے شانہ بشانہ خندق کی کھدائی میں حصہ لیا، بلکہ جب کوئی مشکل جگہ آتی جسے توڑنے سے صحابہ عاجز ہو جاتے تو آپ ﷺ ہی اسے توڑ کر آگے کا راستہ صاف کیا کرتے تھے۔ (۵۸)

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں خود ہی اپنے کپڑوں سے جوں تلاش کر لیا کرتے تھے، آپ ﷺ خود ہی بکری کا دودھ دوہ لیا کرتے تھے اور اپنے کام خود ہی کیا کرتے تھے۔ (۵۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک بار انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آپ اپنے دستِ مبارک سے اونٹوں پر تیل مل رہے تھے، اسی طرح دو اور صحابی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار وہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ ﷺ اپنے مکان کی مرمت کر رہے تھے۔(۶۰)

ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس درزی، موچی اور مزدوری کے کام سرانجام دئے ہیں، تو کسی اور کی کیا حیثیت ہے کہ وہ کسی پیشے کی برائی کرے یا کسی کام کو بنظر حقارت دیکھے۔

۲- مالک کی خیر خواہی

محنت کشوں کے لئے یہ بھی ضروری ہے اور ان کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ مالک کی پوری خیر خواہی کریں اور ہر معاملے میں دیانت داری سے کام لیتے ہوئے اپنا کام ایمان داری سے پورا کریں، اور ہر معاملے میں مالک کی خیر خواہی کو مدِ نظر رکھیں اور اس کے مفادات کا پورا خیال رکھیں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خیر الکسب کسب ید العامل اذا نصح (۶۱)

کام کرنے والے کی بہترین کمائی ہاتھ کی کمائی ہے جبکہ وہ خیر خواہی کرے۔

اس روایت میں اگرچہ محنت کش کی اپنی ہاتھ سے کمائی ہوئی روزی کو بہترین قرار دیا ہے مگر اس کے ساتھ خیر خواہی کی شرط بھی عائد کر دی گئی ہے، اس خیر خواہی کا دونوں سے ساتھ تعلق ہے، مالک کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ اس کے مفادات کی نگہبانی کرے اور مزدوری اپنے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ اپنے فرض کو کامل دیانتداری کے ساتھ ادا کرے۔

جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا!

الدین النصیحة . قلنا لمن ؟ قال للّٰه و لکتبه و لرسوله
و لائمة المسلمین و عامتهم (۶۲)

دین تو خیر خواہی کا نام ہے، ہم نے عرض کیا کس کی؟ فرمایا اللہ کی، اس کی کتب کی، اس کے رسول کی مسلمانوں کے حاکموں کی اور عام مسلمانوں کی۔

۳- معاھدے کی پابندی

جو معاھدہ بھی مالک یا جس کا کام کیا جارہا ہے اس سے کیا گیا ہے، اس کا پاس رکھنا اور اس پر پوری طرح عمل درآمد کرنا بھی محنت کش پر لازم ہے، اس کی ذمہ داری ہے کہ معاھدے پر پوری طرح عمل کرے اور جو وعدہ کیا ہے اس کی تمام جزئیات کا خیال رکھتے ہوئے اسے پورا کرے۔

قرآن کریم میں عہد پورا کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ اور قرآن کے مطابق عہد سے متعلق روز قیامت پوچھا جائے گا، سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا!

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝ (۶۳)

اور عہد پورے کیا کرو، بلاشبہ عہد کی بابت (قیامت کے روز)
پوچھا جائے گا۔

ایفائے عہد نبوت کی علامات میں سے ہے۔ اسی لئے قیصر روم نے اپنے دربار میں ابوسفیان سے جو سوالات کئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ کیا کبھی محمد (صلی اللہ علیہ

وسلم) نے بد عہدی بھی کی ہے اور جواب میں ابوسفیانؓ نے گواہی دی تھی کہ نہیں۔(۶۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر بھی وعدہ پورا کرنے کی ایسی مثال پیش کی جس کی نظیر پیش کرنے سے بھی تاریخ قاصر ہے۔ نبوت سے قبل ایک بار عبداللہ بن ابی العمساء سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ معاملا طے کیا، وہ آپ ﷺ کو ٹھہرا کر چلے گئے کہ آکر حساب کرتا ہوں، اتفاق سے ان کو خیال نہ رہا، تین روز بعد وہ آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ تشریف رکھتے تھے اور ان کو دیکھ کر آپ ﷺ نے صرف اس قدر فرمایا کہ میں تین روز سے تمہارے انتظار میں یہیں بیٹھا ہوں۔(۶۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل یقیناً ہم سب کے لئے نمونہ عمل ہے۔

۴- امانت داری

کوئی بھی کام کرتے وقت ایمان داری اور امانت داری سے کام لینا نہایت ضروری ہے، محنت کشوں کے لئے بھی اس کی اہمیت مسلم ہے، کیونکہ آپس کے لین دین اور باہمی معاملات میں یہ اخلاقی جوہر مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

• امانت داری یہ ہے کہ جس کسی کا جس قدر حق ذمے ہے وہ مکمل طور پر ادا کر دیا جائے، اس وصف میں کمی و کجی کا نقصان اس شخص کو خود بھی اٹھانا پڑتا ہے کیونکہ امانت کا خیال نہ رکھنے والے شخص کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا اور اس سے معاملات کرتے وقت لوگ ہچکچانے لگتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ رفتہ رفتہ اپنے آپ تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے، قرآن حکیم نے اس کی اہمیت متعدد بار بیان کی ہے، سورۂ مومنون میں نیک کردار مسلمانوں کی یہ خصوصیت بھی بیان ہوئی ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ (۶۶)

وہ (مسلمان) ایسے ہیں جو اپنی امانتوں اور عہدوں کا پاس رکھتے ہیں۔

امانت اور دیانت کی اسی اہمیت کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایمان کا حصہ بتایا اور آپ ﷺ نے اس کی بہت تاکید فرمائی، چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ما خطبنا نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الا قال لا ایمان لمن لا امانة له ولا دین لمن لا عهد له (۶۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی خطبہ ارشاد فرمایا اس میں یہ بات ضرور فرمائی جس کے پاس امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور اس کا دین نہیں جس کا عہد نہیں۔

۵- خیانت سے اجتناب

خیانت کا مفہوم بھی اسلام کی نظر میں بہت وسیع ہے مختصراً کسی بھی عائد ہونے والے حق اور ذمہ داری کو مکمل طور پر ادا نہ کرنا، یا اس میں جان بوجھ کر کمی بیشی کرنا خیانت شمار ہوتا ہے، جس طرح دوسرے طبقوں کی طرح محنت کشوں کے لئے امانت اور دیانت کا پاس کرنا ضروری ہے اسی طرح خیانت سے بچنا بھی لازمی ہے۔

قرآن کریم ہر قسم کی خیانت سے بچنے کی تاکید کرتے ہوئے کہتا ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (۶۸)

اے ایمان والو! اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خیانت نہ کرو اور نہ آپس کی امانتوں میں جان بوجھ کر بددیانتی کرو۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیانت کو نفاق کی علامت فرمایا ہے، بخاری شریف میں ہے!

عن ابی هریره رضی اللّٰہ عنه عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال آیة المنافق ثلاث اذا حدث کذب و اذا وعد اخلف و اذا اؤتمن خان (۶۹)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بولے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب امانت

رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے،

اپنے فرض کو پوری طرح ادا نہ کرنا، کام کو پورا وقت نہ دینا، مالک اور نگران سے نظر بچا کر مصروفیت سے فرار اختیار کر لینا بھی خیانت میں سے شامل ہیں۔

قرآن کریم میں دوسری جگہ فرمایا!

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ○ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ○ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ○(۷۰)

دردناک عذاب ہے! ان ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے، جو اپنا حق لیتے ہوئے پورا وصول کرتے ہیں اور جب لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کمی کر دیتے ہیں۔

فقہائے امت کی تصریحات کے مطابق اس آیت میں "مطفف" (ناپ، تول میں کمی کرنے والے) کے مفہوم میں وہ مزدور بھی داخل ہے جو طے شدہ اجرت وصول کرنے کے باوجود کام چوری کا مرتکب ہو، اور اس نے اپنے جو اوقات آجر کو بیچے ہیں انہیں آجر کی مرضی کے خلاف کسی اور کام میں صرف کرے (۷۱)

۶۔ کام پوری ذمہ داری سے کرنا

اجیر یا مزدور کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے فرائض کو مکمل ذمہ داری سے سرانجام دے، اگر اس کی کوتاہی کی بناء پر پیداوار میں کمی واقع ہوئی تو روز قیامت اس بارے میں اس سے باز پرس ہوگی، مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سورۃ مطففین کی آیات مذکورہ کے ذیل میں فرماتے ہیں!

"ان احکام نے "کام چوری" کو گناہِ عظیم قرار دے کر اجیر (مزدور) کو بھی یہ جتلا دیا ہے کہ جس آجر کا کام کرنا اس نے قبول کیا ہے اس کی ذمہ داری اٹھا لینے کے بعد اب وہ خود اس کا اپنا کام بن گیا ہے اور اس کے ذمے ضروری ہے کہ وہ پوری دیانت داری، مستعدی اور لگن کے ساتھ انجام دے، ورنہ وہ آخرت کی

اس بہتری کو حاصل نہ کر سکے گا جو اس کا اصل منتہائے مقصود
ہے۔"(۷۲)

اور مشہور صوفی بزرگ حضرت شیخ ابوالمکارم علاؤالدولہ سمنانی رحمہ اللہ زراعت اور کاشت کاری کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

"ہر کس کہ زمینے دارد کہ ازاں زمین ہر سال ہزار من غلہ حاصل میتواند کرد اگر بتقصیر واہمال نہ صد من حاصل کند وبسبب او آں صد من از حلقِ خلق دور افتد بقدر آں از وے باز خواست خواہند کرد"(۷۳) کسی کے پاس ایسی زمین ہے جو ہزار من سالانہ غلے کی پیداوار دے سکتی ہے لیکن اس کی کاہلی و سستی سے نو سو من (بجائے ایک ہزار من کے) پیداوار ہوتی ہے اور اس کی اس تقصیر کی وجہ سے سو من غلہ مخلوق کے حلق تک نہ پہنچ سکا تو اس سے اس کے بارے میں (روزِ قیامت) باز پرس ہو گی۔

چونکہ اس باز پرس کا سبب مخلوقِ خدا کا نقصان ہے اس لئے اس فہرست میں وہ مزدور بھی شامل ہے جس کی کوتاہی کی بناء پر مطلوبہ اور گنجائش کے مطابق پیداوار نہ ہو سکی، بلکہ وہ مزدور زیادہ مجرم ہے اس لئے کہ اس نے اس طرح خیانت کے جرم کا بھی ارتکاب کیا ہے۔ واللہ اعلم!

مزدوروں کے حقوق اور اشتراکیت

اسلام جہاں مزدوروں پر ان کی ذمہ داریوں کے ضمن میں چند فرائض عائد کرتا ہے وہیں ان کے حقوق کی بھی بھرپور ضمانت فراہم کرتا ہے، اور ہر اس پہلو پر واضح ہدایات جاری کرتا ہے جس سے مزدوروں کو کسی بھی نوعیت کا نقصان ہو سکتا ہے، یا انہیں ضرر پہنچنے کا احتمال ہو، دوسری جانب صورتِ حال یہ ہے کہ مزدوروں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہونے کا دعویٰ کرنے والا اشتراکی نظام مزدوروں کے حقوق کے سلسلے میں عملی طور پر اپنے دامن میں کوئی ایسی مثال نہیں رکھتا جسے قابلِ تقلید تو کجا باعثِ اطمینان ہی کہا

جاسکے، دوسرے اشتراکی ممالک میں مزدوروں کی حالت اور انہیں ملنے والے حقوق کی بحث سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم مختصراً چین میں مزدوروں کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں۔ چین میں حکومت نے سرکاری صنعتوں اور کارخانوں کے مزدوروں کے ضابطہ کار کے حوالے سے پچاس کی دہائی میں جو کتاب شائع کی تھی اس میں مزدوروں کے حقوق و فرائض متعین کئے گئے ہیں، ذیل میں ان کی چند باتیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱...... مزدوروں کو اجتماعی سودے بازی یا تنظیم کی آزادی کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

۲...... ایسے مزدوروں سے کام لینا غیر قانونی قرار دیا گیا ہے جن کے پاس سرکاری رپورٹ نہ ہو اور رپورٹ میں یہ تحریر ہوتا ہے کہ اس نے کہاں ملازمت کی ہے، تعلیمی معیار کیا ہے؟ اور پولیس میں اس کا ریکارڈ کیسا ہے؟

۳...... ہر کام کی اجرت (حکومت کے) طے شدہ معیار کے مطابق ہوگی۔

۴...... کوئی مزدور افسر اعلیٰ کی منظوری کے بغیر کام نہیں چھوڑ سکتا۔

۵...... اوقاتِ کار مقرر کرنے کا اختیار صرف فیکٹری کے منتظمین کو حاصل ہے۔

۶...... ہر مزدور کی فیکٹری میں آتے اور جاتے وقت تلاشی لی جائے گی۔ (۷۴)

یہ ہے اشتراکیت کا مزدور راج، اس کے مقابلے میں آپ نے اسلام کی جانب سے مزدوروں پر عائد ہونے والے فرائض ملاحظہ کئے، اب انہیں ملنے والی مراعات اور حقوق بھی ملاحظہ کیجئے۔

اسلام میں مزدوروں کے حقوق

اسلامی نظامِ معیشت مزدوروں کو جن حقوق کی ضمانت دیتا ہے ان میں سے چند پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ آجر و اجیر میں مساوات

سب جانتے ہیں کہ اسلام طبقاتی اونچ نیچ اور ذات پات کی تفریق کا قائل نہیں ہے، اس کا تو اعلان ہے کہ کسی عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں، وہ مزدوروں اور مالکان میں، آجر و اجیر میں بھی مساوات کا قائل ہے، اس کی نظر میں دونوں

"بھائی بھائی" ہیں، آپ ﷺ نے اسی کی تلقین فرمائی ہے، اور جگہ جگہ اس کی تعلیم دی ہے، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا!

اخوانکم جعلهم الله فتنة تحت ایدیکم فمن کان اخوه تحت یدیه، فلیطعمه من طعامه ولیکسه من لباسه ولا یکلفه مایغلبه ، فان کلفه مایغلبه فلیعنه علیه (۷۵)

یہ تمہارے "بھائی" ہیں جنہیں اللہ نے بطور آزمائش تمہارے ماتحت کیا ہے، سو جس کا "بھائی" اس کے تحت کام کر رہا ہو اسے چاہئے کہ اپنے کھانے میں سے اسے بھی کھلائے اور اپنے لباس (کی مانند اس) میں سے اسے بھی پہنائے اور اسے ایسا کام سپرد نہ کرے جو اسے مغلوب کر ڈالے، اور اگر ایسی ذمہ داری اسے سونپے تو چاہئے کہ اس کی مدد کرے۔

دیکھا جائے تو وہ تمام خرابیاں جن سے مزدور سرمایہ دارانہ نظام میں دوچار ہوتے ہیں ان سب کی صرف اس مختصر حدیث کے ذریعے بیخ کنی فرمادی ہے۔

اسی روایت سے اور باتوں کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آجر کو چاہئے کہ وہ مزدوروں کو اپنا بھائی تصور کرے اور ان سے تعلقات کی نوعیت ایسی ہو جیسی اپنے بھائی کے ساتھ ہوتی ہے، نیز کم از کم کھانے اور پہننے کی حد تک دونوں میں مساوات ضرور نظر آنی چاہئے، یعنی اجرت کم از کم اس حد تک ضرور ہونی چاہئے کہ کھانے پہننے کے معاملے میں مزدور خوش حال نظر آئیں۔

۲- مزدوری کی ادائیگی

مزدوروں کے لئے سب سے اہم مسئلہ ان کے معاوضے کی بروقت ادائیگی ہے، اسلام اس کی بھرپور ضمانت دیتا ہے، اور آجر کو اسلام کا حکم ہے کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے قبل اس کی اجرت ادا کر دی جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے!

عن ابی هريرة رضى الله عنه قال قال النبى صلى الله عليه وسلم اعط الا جيرا جره قبل ان يجف عرقه (۷۶)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مزدور کو اس کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو۔

یہی نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجرت بروقت ادا نہ کرنے والوں کو متنبہ کیا ہے کہ روزِ قیامت خود اللہ ان متاثرہ مزدوروں کی طرف سے جھگڑا کریں گے، جن کی مزدوری ادا نہیں کی گئی ہو گی، حدیث قدسی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الله عزو جل ثلاثة ان خصمهم يوم القيامة، ومن كنت خصمه خصمته، جل اعطى بى ثم غدر، ورجل باع حرا فاكل ثمنه ورجل استاجر اجيرا استوفى منه ولم يوفه (۷۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تین طرح کے افراد ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن میں جھگڑا کروں گا اور جس سے میں جھگڑا کروں اسے مقہور کر کے چھوڑوں گا، ایک وہ شخص ہے جس نے میرا نام لے کر وعدہ کیا پھر اس کو توڑ ڈالا، دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد شخص کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کھا گیا اور تیسرا وہ شخص جس نے اجرت پر کسی شخص کو رکھا اور اس سے پوری مزدوری لی مگر اس کی اجرت پوری نہیں دیتا۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا!

مطل الغنى ظلم (۷۹)

مالدار کا حق کی ادائیگی میں تاخیر کرنا ظلم ہے۔

۳- اجرت طے کرنا

اسلام مزدور کو اس کا پورا حق دیتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے کسی دباؤ اور جبر کے بغیر کام کی اجرت طے کرے، اور اس کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر آجر اس پر اجرت کے سلسلے میں ناروا دباؤ ڈالے یا کم اجرت پر مجبور کرے تو وہ کام چھوڑ دے۔

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آجر کو حکم دیا کہ مزدور سے کام لینے سے قبل اس کی اجرت اسے بتادی جائے،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

ومن الستاجر اجیرا فلیعلمہ اجرہ (۷۹)

جو شخص کسی مزدور کو اجرت پر رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اسے اس کی اجرت سے مطلع کردے۔

اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھی عن الستئجار الا جیر، یعنی حتی یبین لہ اجرہ (۸۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدور کو اجرت پر رکھنے سے منع فرمایا ہے یعنی جب تک اس کی اجرت بیان نہ کردی جائے۔

ایک اور روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے۔

اعطوا الا جیرا جرہ قبل ان یجف عرقہ واعلمہ اجرہ وھو فی عملہ (۸۱)

مزدور کو اس کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو اور اسے کام کے دوران ہی اس کی اجرت بتادو۔

۴- اضطراری اجرت کی ممانعت

بعض اوقات انسان اپنی مفلسی، تنگ دستی اور مالی پریشانیوں کے سبب کم اجرت پر بھی زیادہ کام کرنے پر رضامندی ظاہر کردیتا ہے مگر ظاہر ہے کہ اس پر خوش نہیں ہوتا نہ

اسکے ساتھ یہ انصاف ہے، ایسے موقع پر آجر اسکی بے چارگی سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اسے کم اجرت پر راضی کرلیتا ہے، چونکہ یہ بھی ایک قسم کا جبر ہے اس لئے اسلام نے اسکی بھی ممانعت کی ہے، "مزدوری کی ادائیگی" کے عنوان کے تحت حدیثِ قدسی بیان ہو چکی ہے کہ جو شخص پوری اجرت نہیں دے گا اس سے اللہ تعالیٰ خود جھگڑا کریں گے۔

شاہ ولی اللہ اس معاملے کے بارے میں فرماتے ہیں۔

> "پس اگر مالی نفع ایسے طریقے سے حاصل کیا جائے کہ اس میں عاقدین کے درمیان تعاون اور عملی محنت کو دخل نہ ہو جیسے جوا، یا زبردستی کی رضامندی کا دخل ہو جیسے سود کا لین دین، تو ان صورتوں میں بلاشبہ مفلس اپنے افلاس کی وجہ سے خود پر ایسی ذمہ داری عائد کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے جس کا پورا کرنا اس کی قدرت سے باہر ہوتا ہے اور اس کی وہ رضامندی حقیقی رضامندی نہیں ہوتی تو اس قسم کے تمام معاملات رضامندی کے نہیں کہلا سکتے اور نہ انہیں پاک ذرائع آمدنی کہا جاسکتا ہے، یہ تمام معاملات بالکل باطل ہیں اور حکمتِ مدن کے اعتبار سے یہ عقود حرام ہیں"۔(۸۲)

۵- بیگار کی ممانعت

اضطراری اجرت سے بھی بڑھ کر ایک معاملہ بیگار کا ہے۔ جس میں مزدور کو اپنی محنت کا کچھ بھی اجر نہیں ملتا اور کام بھی زبردستی اور مرضی کے خلاف کرنا پڑتا ہے، اس لئے اسلام کی نظر میں یہ بھی ناجائز ہے۔

چنانچہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ کسی سے کام لے کر اس کی واجبی اجرت نہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ کسی آزاد شخص کو خرید کر اس کی قیمت کھا جائے۔ (اور اس کی ممانعت ابھی حدیثِ قدسی میں بیان ہو چکی) اس لئے کہ جب اس نے بغیر عوض کے اپنی منفعت کو پورا کرلیا تو گویا اس نے اس شخص کی ذات کو فروخت کر کے اسے اپنی روزی بنالیا،

اسی طرح بغیر اجرت کے کام لینا اس کو غلام سمجھنے کے مترادف ہے۔(۸۳)

۶- طاقت سے زیادہ کام نہ لینا

آجروں کو یہ بھی حکم ہے کہ وہ مزدوروں کی صحت کا پورا خیال رکھیں اور ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیں۔ اس سلسلے میں ابو ذر غفاریؓ کی روایت پہلے بیان ہو چکی ہے جس میں آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مزدوروں پر ایسا بوجھ نہ ڈالو جو انہیں مغلوب کر دے اور اگر ایسا کرو تو ان سے تعاون بھی کرو۔

اور ''فلسفۂ اجرت'' کے بیان میں سورۂ قصص کی آیت ۲۷، کے تحت بیان ہو چکا ہے کہ اسلام کی نظر میں فقط وہی آجر ''صالح'' کہلانے کا حقدار ٹھہرے گا جو اجیر و مزدور کو غیر ضروری مشقت سے بچانے کا داعیہ بھی رکھتا ہو اور اس کی سعی و کوشش بھی کرے۔

اور محلی میں ابن حزم تحریر کرتے ہیں!

ولیستعملھما فیما یحسانه ویطیقانه بلا اضرار بھما(۸۴)

کام لینے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ دونوں (مزدور ہوں یا غلام) طرح کے اجیروں سے اس حد تک کام لے کہ وہ اچھی طرح کام انجام دے سکیں اور بقدرِ طاقت کام لیا جائے، ان کی صحت کو نقصان پہنچائے بغیر۔

۷- پیداوار میں مزدوروں کا حصہ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آپ ﷺ فرماتے ہیں!

اعطوا العامل من عمله فان عامل اللّٰه لا یخیب (۸۵)

مزدور کو اس کے کام میں سے بھی حصہ دو کیونکہ اللہ کے عامل (مزدور) کو نامراد نہیں لوٹایا جا سکتا،

اور ایک روایت میں آپ ﷺ نے اس سے بھی واضح الفاظ میں فرمایا!

اذا صنع خادم احدکم له طعاماً فجاء به قد ولی حرہ و

دخانه، فليقعده معه فليا كل فان كان الطعام مشفوها

قليلا فليضع في يده أكلة او اكلتين، (۸۶)

جب تم میں سے کسی کا خادم اس کا کھانا تیار کرے اور پھر وہ تمہارے پاس لے کر آئے اس حال میں کہ اس نے تمہارے لئے گرمی اور دھویں کو برداشت کیا تھا تو اسے چاہئے کہ اسے بھی اپنے ساتھ بٹھائے اور اسے بھی کھانا کھلائے، لیکن اگر کھانے پر زیادہ آدمی ہوں تو بھی اُسے ایک یا دو لقمے ضرور دے دے،

اسی مفہوم کی ایک روایت بیہقی میں بھی موجود ہے۔ (۸۷)

اس حدیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ مزدور کو اجرت کے علاوہ پیداوار میں سے بھی کچھ حصہ دینا چاہتے ہیں اگرچہ فقہائے کرام کی اس بارے میں تصریحات نہیں ملتیں ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ ان فیکٹریوں میں جہاں کھانے پینے کی چیزیں بنتی ہیں یا روزمرہ کے استعمال کی عام اشیاء تیار ہوتی ہیں وہ ان مزدوروں کو کسی حد تک بلا قیمت، صرف لاگت پر یا کم از کم رعایتی نرخوں پر دی جائیں کیونکہ یہ اشیاء انہی کی تیار کردہ ہیں، اور اگر ایسا نہیں کیا جائے گا تب یہ خرابی بھی پیدا ہوگی کہ مزدور ان اشیاء کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھیں گے جو نامناسب ہے اور اخلاقی اقدار کے بھی خلاف ہے۔ **واللہ اعلم و علمہ اتم**۔

مولانا مناظر احسن گیلانی نے بھی اسی کی جانب اشارہ کیا ہے۔ (۸۸)

۸- نقصان کی ذمہ داری مزدور پر نہیں

سرمایہ دارانہ نظام کے متعلق ذکر ہو چکا ہے کہ وہ اول تو مزدور کو اجرت ہی کم دیتا ہے اور پھر طرح طرح کے بہانوں سے اس میں بھی کمی کر دیتا ہے مثلاً وہ ہر قسم کا نقصان بھی اجیر پر ڈالنا چاہتا ہے، اسلام اس کا قائل نہیں، ہادیٔ اعظم ﷺ تو یہ ہدایت فرماتے ہیں!

اعفي عنه كل يوم سبعين مرة (۸۹)

مزدور (نوکر) کو ہر روز (کم از کم) ستر بار معاف کیا کرو۔

اس سلسلے میں اسلام کی اس بارے میں واضح ہدایات ہیں، اور فقہاء کرام نے

تصریح فرمادی ہے کہ!

"کسی خاص مدت کے لئے جو تنخواہ پر نوکر رکھا جائے اس پر (چیزوں کا نقصان ہونے پر) تاوان نہیں ہوگا، جب تک اس نے قصداً نقصان نہ کیا ہو۔(۹۰)

اور محلی میں ابن حزم کہتے ہیں!

"اور اجیر مشترک ہو یا خاص یا کاریگر ہو اس پر مال میں نقصان ہو جانے یا ہلاک ہو جانے سے کوئی تاوان نہیں آتا، تاوقتیکہ اس کا ارادی قصور یا ضائع کر دینا ثابت نہ ہوا ہو اور ان تمام امور میں جب تک اس کے خلاف گواہ موجود نہ ہوں اجیر ہی کا قول معتبر ہے قسم کے ساتھ"(۹۱)

یہ ہے اسلامی نظام معیشت کے تحت مزدوروں کو ملنے والے حقوق اور ان پر عائد ہونے والے فرائض کا خلاصہ۔

خلاصہ کلام

ان صفحات پر پھیلی ہوئی یہ بحث اس امر کی جانب اشارہ کرنے کے لئے کافی ہے کہ اسلام کی جانب سے مزدوروں پر عائد ہونے والے فرائض اور ان کے حقوق، دنیا میں رائج نظام ہائے معیشت کو یہ موقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ دنیا میں بسنے والے ہر طبقے کی فلاح اور بہبودی کا خیال رکھتے ہوئے ترقی کے مدارج طے کریں۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ اسلامی تعلیمات کو سمجھیں، اور ہادیٔ اعظم ﷺ کی ہدایات پر غور کریں، ان کی روح تک پہنچیں اور پھر ان پر عمل پیرا ہوکر پوری دنیا کے سامنے بہترین نظام معیشت پیش کریں تاکہ دنیا بھر کی معیشت جو چاروں طرف سے مایوس ہوکر اندھیروں میں بھٹک رہی ہے اور راہنمائی کی خواہاں ہے اسلام کے سایۂ عاطفت میں پناہ لے سکے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا فرض پہچاننے اور اس کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائیں۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد واله واصحابه اجمعین

حوالہ جات

۱.......... القرآن، سورۂ بقرہ آیت ۷،

۲.......... امام غزالیٰ / احیاء علوم الدین، ج ۲ / ص ۶۴ / مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر ۱۹۳۹ء،

۳.......... القرآن، سورۂ بقرہ آیت ۲۸،

۴.......... سید سلیمان ندوی / سیرت النبی ﷺ / ج ۶ / ص ۱۰۷ / دارالاشاعت کراچی،
.... ۱۹۸۵ء،

۵.......... القرآن، سورۂ نور، آیت ۱،

۶.......... ابن المنظور / لسان العرب / ج ۷ / ص ۲۰۲ / نشر ادب الحوزہ قم۔ایران، ۱۴۰۵ھ،

۷.......... القرآن، سورۂ قصص آیت ۸۵،

۸.......... راغب اصفہانی / المفردات / ص ۳۷۶ / مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر ۱۹۶۱ء،

۹.......... ابن المنظور / لسان العرب / محولہ بالا،

۱۰.......... القرآن، سورۂ مائدہ آیت ۳،

۱۱.......... ابو عبداللہ، محمد بن عبداللہ الحاکم / المستدرک / ج ۲ / ص ۵۹۲ / دار الکتب العلمیہ،
بیروت، ۱۹۹۰ء،

۱۲.......... القرآن، سورۂ طہٰ آیت ۱۱۷،

۱۳.......... ابو الفداء اسماعیل بن کثیر / قصص الانبیاء / ص ۴۸ / دار المعرفہ، بیروت ۱۹۹۸ء،

۱۴.......... ایضاً / ص ۶۳، محمد بن سعد الطبقات الکبریٰ / ج ۱ / ص ۱۶، دار احیاء التراث العربی،
.... بیروت، ۱۹۹۶ء،

۱۵.......... محمد ادریس کاندھلوی / معارف القرآن / ج ۴ / ص ۵۰۵ / مکتبہ عثمانیہ، لاہور،
۱۹۸۲ء،

۱۶.......... القرآن، سورۂ ہود، آیت ۷۳،

۱۷.......... القرآن، سورۂ بقرہ آیت ۱۲۷،

۱۸.......... حاکم / المستدرک / ج ۲ / ص ۶۰۱،

۱۹.......... القرآن، سورۂ قصص آیت ۲۶۔۲۷،

۲۰.......... احمد بن محمد بن حنبل / المسند / ج ۳ / ص ۵۲۵ / دار احیاء التراث العربی، بیروت،
۱۹۹۳ء،

۲۱.......... القرآن، سورۂ انبیاء، آیت ۸۰،

۲۲ ...... القرآن، سورۂ سبا، آیت ۱۰۔۱۱،
۲۳ ...... ابن کثیر / قصص الانبیاء / ص ۵۱۷،
۲۴ ...... محولہ بالا،
۲۵ ...... مسلم / الصحیح / کتاب الفضائل، باب من فضائل زکریا علیہ السلام، قدیمی کتب خانہ، کراچی، حاکم / المستدرک / ج ۲ / ص ۱۴۵، / احمد بن حنبل / المسند / ج ۲ / ص ۴۷۵،
۲۶ ...... محمد بن اسماعیل البخاری / الصحیح / ج ۲ / ص ۲۲ / مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر ۱۹۵۳ء،
۲۷ ...... احمد بن علی بن حجر عسقلانی / فتح الباری / ج ۴ / ص ۵۵۶ / قدیمی کتب خانہ کراچی، احمد بن حنبل / المسند / ج ۳ / ص ۵۲۵،
۲۸ ...... ابن ہشام / السیرۃ النبویہ / ج ۳ / ص ۲۶۰ / دار المعرفہ، بیروت، ۱۹۷۸ء،
۲۹ ...... سید فضل الرحمٰن / بادی اعظم / ص ۳۳۳ / ادارہ مجددیہ، کراچی ۱۹۹۱ء،
۳۰ ...... سید محمد سلیم / اسلام کا نظامِ تعلیم / ص ۵۴ / ادارہ تعلیمی تحقیق لاہور، ۱۹۹۳ء،
۳۱ ...... محولا بالا،
۳۲ ...... حاکم / المستدرک / ج ۴ / ص ۲۷،
۳۳ ...... امام غزالی / احیاء علوم الدین / ج ۲ / ص ۶۳،
۳۴ ...... ایضاً،
۳۵ ...... عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری / الترغیب والترہیب / ج ۲ / ص ۱۱۲ / مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۳۳ء،
۳۶ ...... حفظ الرحمٰن سیوہاروی / اسلام کا اقتصادی نظام / ص ۶۳ / ادارہ اسلامیات، لاہور ۱۹۸۴ء،
۳۷ ...... حاکم / المستدرک / ج ۲ / ص ۱۲،
۳۸ ...... خلیل الرحمٰن / اسلام کا نظریۂ محنت / ص ۱۹ / عارف پبلی کیشنز، کراچی ۱۹۸۴ء،
۳۹ ...... امام غزالیؒ / احیاء علوم الدین ج ۲ / ص ۶۴،
۴۰ ...... ابو داؤد / السنن / کتاب الزکوۃ باب ما تجوز فیہ المسائلۃ / قدیمی کتب خانہ کراچی،
۴۱ ...... مناظر احسن گیلانی / اسلامی معاشیات / ص ۱۷، دار الاشاعت، کراچی،
۴۲ ...... ایضاً / ص ۳۶۲،
۴۳ ...... مجیب اللہ ندوی / اسلامی قانونِ محنت و اجرت / ص ۱۱۵، مرکزِ تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور،

۴۴ ...... ایضاً / ص ۱۱۵ ۔ ۱۱۷،

۴۵ ...... القرآن، سورۂ نجم، آیت ۳۹،

۴۶ ...... مناظر احسن گیلانی، اسلامی معاشیات / ص ۲،

۴۷ ...... القرآن، سورۂ نمل آیت ۹۰،

۴۸ ...... شمس الحق افغانی، سرمایہ داری، سوشلزم اور اسلام، ص ۹۲، ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ، بہاولپور، بار دوم ۱۹۶۹ء،

۴۹ ...... القرآن، سورۂ قصص آیت ۲۶،

۵۰ ...... مناظر احسن گیلانی، اسلامی معاشیات، ص ۲،

۵۱ ...... القرآن، سورۂ قصص آیت ۲۷۔

۵۲ ...... مفتی محمد شفیع، اسلام کا نظام تقسیم دولت، ص ۳۸، دار الاشاعت کراچی، ۱۹۷۳ء،

۵۳ ...... ایضاً، ص ۲۵، ۲۶،

۵۴ ...... شمس الحق افغانی، سرمایہ داری، سوشلزم اور اسلام، ص ۳۶،

۵۵ ...... ایضاً، ص ۹۲،

۵۶ ...... مجیب اللہ ندوی، اسلامی قانون محنت واجرت، ص ۱۱۳،

۵۷ ...... مکمل تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، حفظ الرحمن سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، ص ۳۳۵ ۔ ۳۳۷،

۵۸ ...... تفصیل کے لئے دیکھئے ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۳، ص ۲۶۰،

۵۹ ...... ترمذی، الشمائل المحمدیہ، رقم الحدیث ۳۰۰، [illegible] ۱۹۹۳ء،

۶۰ ...... سید فضل الرحمن، ہادیٔ اعظم، ص ۳۳۳،

۶۱ ...... احمد بن حنبل، المسند، ج ۲، ص ۲۳۹،

۶۲ ...... مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحۃ،

۶۳ ...... القرآن، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۳۴،

۶۴ ...... بخاری، الصحیح، ج ۱، ص ۷،

۶۵ ...... ابوداؤد، السنن، کتاب الادب، باب فی العدۃ،

۶۶ ...... القرآن، سورۂ مومنون آیت ۸،

۶۷ ...... احمد بن حنبل، المسند، ج ۳، ص ۵۹۴،

۶۸ ...... القرآن، سورۂ انفال آیت ۲۷،